۱۶
سلسلۂ اشاعت

# کیا ایک بکری کی قربانی پورے گھر کی طرف سے کافی ہے؟

مرتب: عبدالواحد انور یوسفی

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ

• اسلامی کمپاؤنڈ، سونس، تعلقہ کھیڈ،
ضلع رتناگیری ۴۱۵۷۲۷
فون: 02356/262555

• بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینہ انگلش اسکول،
مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتناگیری-۴۱۵۷۲۹
فون نمبر: 02356 264455

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین۔

حج وقربانی کی مرکزی شخصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات بابرکات اوران کی مبارک فیملی ہے، سیدہ ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مبارک عمل اس امت کا طرۂ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے باپ اور بیٹے کی اطاعت شعاری کا نقشہ یوں پیش کیا ہے:

(يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٠٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿١٠٩﴾) (الصافات: ۱۰۴-۱۰۹)۔

اے ابراہیم! تونے یقیناً اپنے خواب کو سچ کر دکھایا، بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزادیتے ہیں۔ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا، ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے حضرت اسحق علیہ السلام سے بنی اسرائیل قوم بڑھی اور پھیلی اور اکثر انبیاء ان ہی میں سے ہوئے اور دوسرے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے جو نسل چلی اس میں آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے جو قیامت تک ساری انسانیت کے لئے نبی اور رسول قرار دیئے گئے اور ان کی شریعت میں ابراہیمی یادگار قربانی مشروع قرار پائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے اور بلاناغہ قربانی کرتے رہے۔ سفر میں بھی آپ سے قربانی کرنا ثابت ہے اور جب آپ نے حجۃ الوداع کیا تو اپنے ہاتھوں سے ترسٹھ (۶۳) اونٹ قربان کیا۔ اس طرح قربانی کی مشروعیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے یہ عظیم قربت اور سنت مؤکدہ ہے۔ جس عمل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر وحضر میں جاری رکھا اسے مسلمانوں کو بھی خوشدلی کے ساتھ ہر سال انجام دینا

چاہئے۔امام کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ارشاد فرمایا:

''يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً'' اے لوگو! بیشک ہر گھروالوں پر ہر سال قربانی ہے۔ (ابو داؤد:۲۷۸۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد گرامی ہے:

''مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِأَنْ يُضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَحْضُرْ مُصَلَّانَا'' جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ (صحیح الترغیب والترھیب:۱۰۸۷)

ان دونوں حدیثوں سے قربانی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قربانی کے لئے صاحب نصاب ہونا شرط نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کو گنجائش نکال کر قربانی کی یاد کو تازہ کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج آیت نمبر ۳۴ رمیں قربانی کے جانوروں کی تعیین بھیمۃ الانعام سے کردی ہے اور اس کی تفصیل سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۴۳ راور ۱۴۴ رمیں موجود ہے آٹھ نر اور مادہ یعنی بکری میں نر اور مادہ، بھیڑ میں نر اور مادہ، اونٹ میں نر اور مادہ، گائے میں نر اور مادہ۔مذکورہ جانوروں کی قربانی کی تفصیلات احادیث میں موجود ہیں۔ جانور خوبصورت اور نقائص سے پاک ہو۔صحتمند اور جانور کا مسنہ یعنی دانتا ہونا بھی ضروری ہے بھیمۃ الانعام میں گائے کا تذکرہ ہے اور علمائے لغت وفقہ نے صراحت فرمائی ہے کہ بھینس گائے ہی کی نوع اور نسل ہے اور اس پر وہی حکم لگایا ہے جو گائے کا ہے،لیکن بھینس کی قربانی کے سلسلے میں علماء میں اختلاف ہے،اور انصاف کی بات یہ ہے کہ جب اسے گائے جیسی مان لیا گیا ہے تو اس کی قربانی بھی درست ہے،شہروں میں لوگ کثرت سے بھینس کا گوشت کھاتے ہیں انھیں،تو اس کی قربانی بھی کرنی چاہئے،ان شاء اللہ وہ قابل قبول ہوگی۔

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے جس میں تمام مذاہب والوں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق حاصل ہے مگر بدقسمتی سے کچھ فرقہ پرست عناصر ملک کے قانون کو بالائے طاق رکھ کر مذہبی منافرت

پھیلانے اور انھیں آپس میں لڑانے کی حکمت عملی مسلسل اپنا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو مشتعل ہونے کی ضرورت نہیں، ان شاء اللہ یہ فرقہ پرستی کچھ دنوں میں اپنی موت آپ مرجائے گی کیونکہ آج بھی یہاں کی اکثریت سیکولر مزاج ہے اور وہ امن وسکون کی زندگی گزارنا چاہتی ہے۔

یہ ایک المیہ ہے کہ مہاراشٹر کی موجودہ حکومت نے اس سال سے گائے اور اس کی نسل کے ذبیحہ پر پابندی عائد کردی ہے اور مسلمانوں نے صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت کے فیصلے کو قبول کیا ہے مگر عید قرباں کے موقع پر مسلمانوں میں اس پابندی سے کافی بے چینی ہے کیونکہ انھیں حکومت نے ایسے کام سے روکا ہے جس سے ایک مذہبی شعار وابستہ ہے، ہم ایسے موقع پر بھی مسلمانوں سے پرسکون رہنے اور قانون کا احترام کرنے کے تلقین کرتے ہیں کیونکہ آپ کے احتجاجی مظاہروں یا حکم عدولی سے نقصان آپ ہی کا ہوگا۔

مسلمان بھائیو! قانون کے احترام میں ہمیں بیل کا ذبیحہ نہیں کرنا ہے بلکہ بھیڑ اور بکری پر اکتفا کرنا ہے۔ اگر آپ صاحب استطاعت ہیں تو دو چار دس بکرے ذبح کریں یہ مال کا ضیاع نہیں بلکہ تقرب الٰہی کا ایک ذریعہ ہے خود کھائیں دوسروں کو بھی کھلائیں اور خوشی خوشی قربانی کریں، مگر وہ لوگ جو کمزور اور متوسط درجے کے ہیں وہ بھی قربانی کا اہتمام کریں اور اس طرح کریں جیسے صحابہ کرام آغاز اسلام میں کیا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں:

**پہلی دلیل:** عمارہ بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ''سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِيَّ: كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ حَتَّى تَبَاهَى النَّاسُ، فَصَارَتْ كَمَا تَرَى)'' میں نے عطاء بن یسار کو کہتے سنا کہ میں نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانی کا کیا طریقہ تھا؟ تو انھوں نے فرمایا: ایک آدمی اپنی طرف سے اور اپنے تمام گھر

والوں کی طرف سے صرف ایک بکری کی قربانی کرتا تھا وہ خود بھی کھاتے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے فخر کرنا شروع کردیا تو اب اس کی حالت یہ ہوئی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ (ترمذی: ۱۵۰۵/ابن ماجہ: ۳۱۴۷)

اس حدیث میں بڑی واضح دلیل ہے کہ ایک بکری پورے گھر کی طرف سے کافی ہوتی ہے اور عہد رسالت میں یہی عمل جاری وساری تھا۔

**دوسری دلیل:** ابن ماجہ نے اپنی سند سے عن شعبی عن ابی سریحہ وہ صحابی جس نے حدیبیہ میں شرکت کی ہے رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انھوں نے کہا: مسنون طریقہ جاننے کے بعد بھی میرے گھر والوں نے مجھے اس سے اعراض کرنے پر آمادہ کیا، گھر کے سارے افراد ایک یا دو بکریاں ذبح کرتے تھے آج ہمارے پڑوسی ہمیں بخیل قرار دیتے ہیں۔ (ابن ماجہ: ۳۱۴۸)

**تیسری دلیل:** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَضْحَى بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهِ وَأُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: »بِسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، هَذَا عَنِّي، وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي'' میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے موقع پر عیدگاہ میں موجود تھا پھر جب انھوں نے خطبہ مکمل کیا اپنے منبر سے اترے اور ان کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر اے اللہ! یہ میری طرف سے اور میری امت میں سے ہر اس شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہ کی ہو۔ (ابوداؤد: ۲۸۱۰)

دیکھئے نبی ﷺ نے اپنی اور اپنی امت کے ناداروں کی طرف سے ایک ہی مینڈھا ذبح کیا حالانکہ امت میں نادار کم نہیں ہیں۔

**چوتھی دلیل:** عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ'' رسول اللہ ﷺ اپنے پورے گھر

والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی میں ذبح فرماتے تھے۔ (المستدرک للحاکم: ۷۵۵۵)

**پانچویں دلیل**: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ، فَقَالَ لَهَا: يَا عَائِشَةُ، هَلُمِّي الْمُدْيَةَ، ثُمَّ قَالَ: اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ، فَفَعَلَتْ: ثُمَّ أَخَذَهَا، وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، ثُمَّ قَالَ: بِاسْمِ اللهِ، اللهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ ضَحَّى بِهِ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والا ایک مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کا پیٹ سیاہ تھا سیاہی میں بیٹھا تھا اور آنکھوں کے ارد گرد کا حصہ سیاہ تھا تو وہ لایا گیا تا کہ آپ اسی کی قربانی کریں انھوں نے فرمایا اے عائشہ! رضی اللہ عنہا چھری لاؤ، پھر فرمایا اسے پتھر سے تیز کرلو، تو میں نے ایسا ہی کیا تو پھر انھوں نے وہ چھری پکڑی اور مینڈھا پکڑا اور اسے زمین پر لٹایا اور پھر اسے ذبح کرتے فرمایا بسم اللہ، اے اللہ! اسے محمد، محمد کے آل اور محمد کی تمام امت کی طرف سے قبول فرما پھر اسے قربان کیا۔ (مسلم: ۵۰۹۱، ابو داؤد: ۲۷۹۲)

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے اس نے استدلال کیا ہے جس نے ایک آدمی کا اپنی طرف سے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کرنا اور ان سب کا اس کے ساتھ ثواب میں شریک ہونا جائز قرار دیا ہے اور یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔ (مسلم شرح النووی ج: ۷/ ص: ۱۲۶) امام خطابی نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''اسے محمد، محمد کے آل اور محمد کی تمام امت کی طرف سے قبول فرما'' میں اس بات کی دلیل ہے کہ ایک آدمی اور اس کے سب گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری کافی ہے اگر چہ وہ کثیر تعداد میں بھی ہوں اور ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ وہ ایسا ہی کرتے تھے۔ (معالم السنن: ۲/ ۱۹۷)

**چھٹی دلیل:** ابن ابی الدنیا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، بیشک وہ اپنے گھر والوں کی جماعت کی طرف سے ایک ہی جانور قربان کرتے تھے۔ (عون المعبود ج:۵ ص:۲۴۰)

**ساتویں دلیل:** ابن قدامہ نے صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے انھوں نے کہا، میں نے اپنے والد سے پوچھا، کیا پورے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کی جاسکتی ہے؟ کہا: ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں یقینا نبی کریم ﷺ نے دو مینڈھے ذبح کئے تو ان میں سے ایک قربان کیا تو یہ فرمایا بسم اللہ، اے اللہ! یہ محمد اور محمد کے گھر والوں کی طرف سے ہے اور دوسرے کو قربان کیا تو یہ فرمایا: بسم اللہ، اے اللہ! یہ تیری ہی طرف سے (عطا کردہ) ہے اور تیری ہی رضا کے لئے یہ میری امت کے ہر اس شخص کی طرف سے (قربانی) ہے جس نے تیری توحید کا اقرار کیا۔ (المغنی ج:۱۳/ص:۳۶۵)

**آٹھویں دلیل:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ بکری کی قربانی کر رہے ہوتے تو ان کی بیٹی آتی۔ کہتی، میری طرف سے، تو وہ کہتے اور تیری طرف سے۔ (المغنی ج:۱۳/ ص:۳۶۵)

اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اور نبی کریم ﷺ کے طریقہ میں سے یہ تھا کہ ایک آدمی اور اس کے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کے لئے کافی ہوتی تھی اگرچہ ان کی تعداد زیادہ بھی ہو، پھر انھوں نے دلیل میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ والی حدیث ترمذی کے حوالے سے پیش کی ہے۔ (زادالمعاد: ۲/۲۹۵)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہ (حدیث) اس بات کی دلیل ہے کہ پورے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری کی قربانی کافی ہے کیونکہ صحابہ کرام یہ کام نبی ﷺ کے زمانے میں کیا کرتے تھے اور یہ ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کو ان کے اس عمل کا پتہ چلا ہوگا تب بھی نبی ﷺ نے انھیں نہ روکا۔ لہٰذا حق یہ ہے

کہ پورے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کافی ہے اگرچہ ان کی تعداد ایک سو بھی ہو یا اس سے زیادہ جیسا کہ سنت کا فیصلہ ہے۔ (نیل الاوطار، ج: ۲/۶۵۲)

اتنے سارے دلائل پڑھ لینے کے بعد آپ ضرور اس نتیجے پر پہنچے ہوں گے کہ سارے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی قربانی کافی ہے اگرچہ وہ بکری ہی کیوں نہ ہو اور اس گھر کے افراد سو یا سو سے زیادہ کیوں نہ ہوں لہٰذا بکری یا بھیڑ کو معمولی نہ سمجھیں بلکہ ہر گھر والے خوشی خوشی اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی پیش کریں اور اگر آپ صاحب استطاعت ہیں تو گھر کے ہر فرد کی طرف سے الگ الگ قربانی بھی کر سکتے ہیں۔

آج کل لوگوں میں ایک غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے کہ قربانی کے لئے صرف بکرا تلاش کرتے ہیں جبکہ بکرے اور بکری میں کوئی فرق نہیں ہے صحتمند بکری کا بھی وہی ثواب ہے جو بکرے کا ہے، بکرے کے بالمقابل بکری سستی ہوتی ہے اگر آپ بکرا نہیں خرید سکتے تو بکری لیں ثواب کے اعتبار سے آپ کا عمل کمتر ہرگز نہیں قرار پائے گا اللہ تعالیٰ کو گوشت و پوست نہیں پہنچتا وہ تمہاری نیت اور خلوص و تقویٰ دیکھتا ہے۔